

## غیر مسلموں میں دعوت: چند تجربات

صوفی محمد اکرم

عام طور پر دعوت دین کے حوالے سے ہم مسلمانوں کا سوچتے ہیں، غیر مسلموں کا نہیں۔ روزمرہ زندگی میں بارہا یہے موقع سامنے آتے ہیں جو غیر مسلموں میں دعوت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ پاکستان میں ہندو اور عیسائی ایک بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ شہادت حق اور دعوت دین کا تقاضا ہے کہ مسلمان ان غیر مسلموں میں دعوت کا فریضہ احسن انداز میں انجام دیں تاکہ اپنی ذمہ داری سے بھی عہدہ برآ ہو سکیں اور کل خدا کے ہاں بھی سرخ رو ہوں۔

غیر مسلموں میں دعوت کے ضمن میں، میں نے کچھ کام کیا، اس حوالے سے چند تجربات غور و فکر اور تحریک و عمل کے لیے پیش ہیں۔

○ روزمرہ زندگی میں سفر سے ہر ایک کو کسی طرح واسطہ رہتا ہے۔ دورانِ سفر فریضہ دعوت کی ادا گئی کے موقع بھی میسر آتے ہیں۔ مجھے بھی ایسا موقع میسر آیا۔ ایک مرتبہ مجھے اسلام آباد سے لاہور بذریعہ بس آنا تھا۔ میرے ساتھ بس میں ایک ہندو فیملی بھی سوار ہوئی۔ میں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے تو جوان سے بات چیت شروع کی، معلوم ہوا کہ وہ نواب شاہ سے تعلق رکھتے ہیں اور لاہور سیر کی غرض سے جا رہے ہیں۔ تو جوان کا نام راج کمار تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ لاہور کی سیر کے لیے جا رہے ہیں تو ہمارے گھر بھی ٹھیریں۔ اتفاق سے ہماری بس علی لصح چار بجے لاہور پہنچی۔ میں نے اس کے والد صاحب کو دعوت دی کہ رات گئے آپ کہاں جائیں گے؟ آپ میرے شہر کی سیر کرنا چاہتے ہیں، میرے مہمان ہیں، البتا میرے ہاں ٹھیریں۔ انھوں نے پہلے تو پس و پیش کی، پھر کہنے لگے کہ اگر پہنچ راضی ہیں تو ٹھیک ہے۔ میں نے دیں سے آواز دی: راج کمار پڑا، آپ ہمارے گھر ٹھیریں گے؟ اس نے ہای بھر لی۔ چنانچہ مردو خاتم تمام فیملی سمیت رات گئے، ہم گھر پہنچ گئے۔

ہم نے ان کی خوب خاطر مدارت کی۔ میرے پیش نظر یہ بات بھی تھی کہ غیر مسلموں کی دل جوئی اور

تالیف قلب کا بھی حکم ہے تاکہ ان کے دل میں اسلام کے لیے زمگوش پیدا ہو سکے۔ پھر انھیں گھر کے قریب واقع ماؤنٹ ناؤن پارک کی سیر کروائی۔ انھوں نے شاہی قلعے کے نزدیک گوردووارہ جانے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ میں نے کہا کہ وہ تو سکھوں کا ہے۔ اس پر انھوں نے کہا کہ ہندو بھی وہاں جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے وہاں جانے کا انتظام بھی کر دیا۔

بات چیت کے دوران میں نے راج کمار سے پوچھا کہ پینٹا تمہارا مستقبل کے بارے میں کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ ابھی تو پڑھ رہا ہوں بعد میں دیکھوں گا۔ پھر میں نے پوچھا کہ پینٹا زندگی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ کبھی متعدد زندگی پر بھی تم نے غور کیا؟ تو اس نے کہا کہ اس طرح تو میں نے نہیں سوچا۔ ہب میں نے اس کو بتایا کہ اس کا نات کامالک خدا تعالیٰ ہے جسے تم بھگوان کہتے ہو۔ ہم سب اس کے بندے ہیں اور اپنی زندگی گزارنے کے لیے ہمیں اس سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ نبی اور ادوار اور الہامی کتابیں اس نے اسی غرض سے بھیجی ہیں۔ میری گفتگوں کراس کے والد صاحب نے بھی کہا کہ آپ نے اپنی تجدیدِ ایمانی ہے۔ ہم نے تو اس طرح سے نہیں سوچا تھا۔ اس وقت میرے پاس سید مودودیؒ کی کتاب خطبات موجود تھی۔ میں نے کہا کہ ان باقتوں کو مزید اچھے انداز میں جانتے کے لیے آپ اس کا مطالعہ کریں۔ پھر ہم نے مل کر خطبات کے چند اور اس کا اچھائی طور پر مطالعہ بھی کیا اور انھوں نے اسے پسند بھی کیا۔

میری کوشش رہی کہ کسی طرح ان سے قربت حاصل کی جائے اور جب وہ متوجہ ہوں تو انھیں اسلام کی دعوت دی جائے۔ اس طرح ایک ہندو خاندان کو جو محض اتفاق سے میرے قریب ہوا میں نے دین کی دعوت پہنچانے کی کوشش کی اور انھیں مطالعے کے لیے کتب بھی دیں، لیکن اسکی کتب کی کمی محسوس ہوئی جو غیر مسلموں کے لیے دعوت کے پیش نظر لکھی گئی ہوں۔

○ ایک بار چند رفاقتے ایک درس قرآن میں شرکت کی دعوت دی۔ جب میں درس میں شرکت کے لیے پہنچا تو ہر کھڑے چند لوگوں پر میری نظر پڑی جو مجھے عیسائی گے۔ میں نے سوچا کہ انھیں بھی درس قرآن کی دعوت دینی چاہیے۔ چنانچہ ان کے قریب گیا۔ ان سے ہاتھ طلبیاً ان کو گلے لگایا اور کہا کہ تم میرے باب کے بیٹے ہو (میری مراد حضرت آدمؑ تھے جن کی تمام انسان اولاد ہیں)۔ میرے بھائی ہو۔ آؤ تمہارے اور ہمارے خدا کا کلام سنیں کہ خدا نے ہمارے لیے کیا رہنمائی دی ہے۔ وہ بہت متاثر ہوئے اور چلنے پر راضی ہو گئے۔

جب ہم درس قرآن میں شرکت کے لیے گھر میں داخل ہونے لگے تو میری بانے آہنگی سے مجھے کہا کہ آپ کن لوگوں کو ساتھ لے آئے ہیں؟ یہ تو عیسائی ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ کیا یہ خدا کے بندے نہیں؟ کیا ان کا حق نہیں کہ ان تک دین کی دعوت پہنچائی جائے؟ وہ میری بات سمجھ گئے۔

آخرت کے موضوع پر درس قرآن ہو رہا تھا۔ آخر میں میں نے اعلان بھی کیا کہ آج ہمارے سمجھی بھائی بھی درس قرآن میں شریک ہیں اور یہ بات بڑی خوش آئد ہے۔ پھر ان سے بھی کہا کہ آپ بھی اپنے تاثرات بیان کریں کہ آپ نے اسے کیا پایا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے اسے بہت مفید پایا۔ آخرت کا تصور اسلام اور عیسائیت دونوں میں پایا جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا بھی ہم نے اس حوالے سے غور کیا کہ عیسائی جواہلی کتاب ہیں ان تک ہمیں دعوت دین پہنچانا ہے؟ انھیں جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے ہم تری پیں اور ان تک مؤثر انداز میں اسلام کی دعوت پہنچانے کی بھرپور کوشش کریں۔ پاکستان میں ایک بڑی تعداد میں عیسائی بلدیاتی سطح پر صفائی اور سیورٹی کے شعبے سے وابستہ ہیں۔ گھروں میں کام کرنے والی بہت سی خواتین کا تعلق بھی عیسائیت سے ہے۔ لیکن ہمارا ان کے ساتھ کیسا روایہ ہوتا ہے۔ اگر خدا نے کسی بھانے انھیں ہمارے قریب کر دیا ہے تو مجھے اس کے کہ ہم ان سے حسن سلوک سے پیش آتے، ان کو عزت و احترام دیتے، ان کی تالیف قلب کا سامان کرتے اور ان کو کسی نہ کسی بھانے دعوت دین دیتے۔ ہم نے ان کو اپنے سے کاٹ کر کر دیا ہے یا ہندوؤں کی طرح انھیں شورہ بنا کر کر کر دیا ہے، جیسے وہ نجی ذات کے ہوں۔ کیا ہماری یہ روشن اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے؟ کیا ہم خدا کے ہاں جواب دے سکیں گے کہ ہم نے ان تک تیری اپیquam پہنچادیا ہے؟

○ ایک بار میں اپنی کار میں سوارسڑک سے گزر رہا تھا کہ مجھے چند لکھ فوجان نظر آئے۔ میں نے سوچا کہ ان سے بات چیت کی جائے۔ چنانچہ میں نے ان کے نزدیک جا کر گاڑی روک دی اور ان سے کہا کہ آپ میرے شہر میں آئے ہیں، لہذا میرے مہمان ہیں۔ گاڑی میں تشریف رکھیں۔ میں آپ کو وہاں چھوڑ دیتا ہوں جہاں آپ کو جانا ہے۔ پہلے تو انہوں نے انکا رکیا اور جب میں نے بہت اصرار کیا تو کہنے لگے کہ ہمیں تو قریب ہی جانا ہے، آپ زحمت نہ کریں، آپ کا شکر یہ امیں نے کہا کہ چلیے قریب ہی کہیں بالآخر وہ میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ لاہور اور بھارت میں آپ کو کچھ فرق نظر آیا تو وہ کہنے لگے کہ ایسا کوئی خاص فرق تو نہیں دیکھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک مسلمان ملک میں اور ایک کافر ملک میں کچھ تو فرق ہونا چاہیے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس لیے آئے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہم تو سیر کے لیے آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ نے یہ نہیں سنائے: جیسے لاہور نہیں ویکھیا او جھیا ای نہیں (جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا ای نہیں ہوا)۔ انھیں حیرت ہوئی۔ چنانچہ میں نے انھیں کہا کہ میں آپ کو لاہور کی سیر کرواتا ہوں۔ اس پر وہ راضی ہو گئے۔ میں نے انھیں مختلف جگہوں پر گھما یا پھرایا اور حسب توفیق خاطر تو وضع بھی کی۔ اسی دوران میں نے انھیں مقصد زندگی کی طرف

تجدد لائی اور بایا گردننا نک کی تعلیمات کے حوالے سے خدا سے واحد کی بندگی کی دعوت بھی دی۔

جب وہ رخصت ہونے لگئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا اب آپ نے لا ہو اور بھارت میں کچھ فرق محسوس کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اب فرق محسوس ہوا ہے۔ زندگی میں چلی بار کسی نے اس اپنائیت اور محبت کے ساتھ ہمیں مقصد زندگی سے آشنا کیا اور ایک خدا پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے۔ سبکا پاکستان اور بھارت میں فرق ہے۔ مجھے کچھ اطمینان ہوا کہ چلو پاکستان کے حوالے سے کچھ تو فرق انھیں محسوس ہوا۔

○ ایک روز براٹر تھروڑ سے گزرتے ہوئے ایک نوجوان نے مجھ سے رامگلی کا پتا پوچھا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہاں تو کئی رامگلیاں ہیں، تھیں کہاں جاتا ہے؟ کچھ پس و پیش کے بعد اس نے بتایا کہ اسے احمدی مرکز جاتا ہے۔ وہ قادیانی تھا۔ میں نے اسے پتا بتایا اور اس کا سامان اٹھا کر سر پر رکھا اور اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس نے مجھے منع کیا تو میں نے کہا کہ یہ میرے رسول کی سنت ہے۔ انہوں نے ایک بوڑھی عورت کا سامان اٹھا کر اس کے گھر پہنچایا تھا اب مجھے یہ سنت پوری کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ چلتے چلتے میں نے اس سے پوچھا کہ تم پتا پوچھنے میں کیوں جبک رہے تھے؟ اس نے کہا کہ لوگ ہمیں بری نظر سے دیکھتے ہیں، اس لیے ہمیں جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تم حمارا عقیدہ پچاہے تو پھر جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ رہو۔ پھر میں نے پوچھا کہ تم احمدی کب ہوئے؟ اس نے کہا کہ میں تو پیدائشی احمدی ہوں۔ میں نے کہا کہ مرزا غلام احمد بھی پیدائشی قادیانی نہیں تھا، تم کیسے ہو گئے؟ اپنے مذہب کو سوچ کیجھ کر قبول کرو۔ اس کے خور و فکر کے لیے میں نے چھا اور با تسلی بھی اس کے سامنے رکھیں۔ اتنی دیر میں احمدی مرکز آگیا تو میں نے اس کا سامان سر سے اٹھا اور اس سے کہا کہ وہ سامنے مرکز ہے۔ وہ مجھ سے بڑے تپاک سے ملا اور کہا کہ آپ جس محبت سے میرے ساتھ ہیں آئے ہیں اور جس طرح میری رہنمائی کی ہے آج تک کوئی مسلمان ایسا نہیں ملا۔ اس نے مجھ سے میرا پتا بھی لیا۔

چند روز بعد وہ میرے گھر آیا اور اس نے بتایا کہ میں نے جب اپنے بزرگوں سے قادیانیت کے بارے میں اطمینان کرنا چاہا تو وہ مجھے مطمئن نہ کر سکے۔ لہذا میں نے قبور کرنے اور مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں بہت خوش ہوا اور اسے قریبی مسجد کے امام صاحب کے پاس لے گیا اور اس نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ پھر اسے مولانا مودودی کی چند کتب بھی مطالعے کے لیے دیں کہ اسلام کا مطالعہ کروتا کہ پورے اطمینان کے ساتھ اسلام کی راہ پر چل سکو۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کے فضل و کرم سے مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی۔

○ مجھے ایک تلخ تجربہ بھی ہوا۔ ایک عیسائی کو میں نے دعوت دی کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں کو ہدایت کی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا، تم اس کی پیروی کرنا اور اس پر ایمان لے آتا۔ لہذا اگر تم چھ عیسائی

ہو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا د کر بھی وہ نبی ہیں جن کی آمد کی خبر حضرت مسیحؑ نے دی تھی۔ اس نے کہا کہ آپ کی بات صحیح ہے اور میں اسلام قبول بھی کروں مگر جب میں عیسائیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کا کردار دیکھتا ہوں تو مجھ پر چھوٹو مجھے اپنے عیسائی بھائی ہی بہتر لگتے ہیں۔ وہ تو یہ بات کہہ کر چلا گیا، مگر میں سوچتا رہ گیا کہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ایک شخص مسلمانوں کے کردار کی وجہ سے اسلام قبول کرنے پر آمادہ نہیں۔ (ترتیب: امجد عباسی)

ماہنامہ ترجمان القرآن نومبر ۲۰۰۶ء